Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:11 (1976)

مسائلِ تحقیق

کوثر نیازی

خطبۂ صدارت جو کتاب الحوالہ (معجم مصادر اسلامی) کی افتتاحی تقریب منعقدہ ۲۲ فروری ۱۹۷۶ء میں بمقام سینٹ ہال پنجاب یونیورسٹی زیر اہتمام مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی لاہور، پڑھا گیا۔

محترم ڈاکٹر سیّد عبداللہ صاحب اور معزز حاضرین!

میں پاکستان اُردو اکیڈمی کا بے حد ممنون ہوں کہ مجھے اس تقریب میں شرکت کا اعزاز بخشا۔ ڈاکٹر صاحب نے کتاب الحوالہ (معجم مصادر اسلامی) کے منصوبے کی اہمیت، افادیت اور اس کی تیاری کی تفصیلات کا بڑے جامع انداز میں جائزہ لیا ہے۔ پاکستان ہی میں نہیں عالمِ اسلام میں بھی ایسے منصوبوں کی ضرورت بہت شدّت سے محسوس کی جارہی ہے۔ مغربی زبانوں میں اس قسم کا مواد ملتا ہے۔ امریکہ میں ڈنیور (DENVER)، کولوراڈو (COLORADO) کے امریکن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز نے پانچ سال ہوئے اسلام پر کتابیات شائع کی تھی۔ واشنگٹن میں مڈل ایسٹ جرنل، پیرس میں ایبسٹریکٹا اسلامیکا (ABSTRACTA ISLAMICA) اور جرمنی میں اورینٹ (ORIENT) بھی کتابیات اور مقالات کی فہرست شائع کرتے رہتے ہیں، لیکن اُردو اکیڈمی لاہور کا معجم مصادر اسلامی کا منصوبہ زیادہ تفصیلی اور جامع نوعیت کا ہے اور اس لحاظ سے علومِ اسلامی سے شغف رکھنے والے قارئین، علماء اور ماہرین کے لئے نہایت ہی قابل قدر خدمت ہے۔

اس وقت جب کہ پاکستان میں نظریاتی کش مکش جاری ہے، مختلف ثقافتی اور علمی مباحث کا

چرچا ہے۔ ایک مرتبہ پھر پاکستانی معاشرے کو صحیح اسلامی خطوط پر استوار کرنے کا مسئلہ ابھر رہا ہے۔ اگرچہ اس پر حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی کہ آج پاکستان کے قیام کے اٹھائیس سال بعد بھی ہم ابھی اپنے معاشرے کی اسلامی تشکیل کی ضرورت پر گفتگو ہی کر رہے ہیں۔ زندہ قومیں تو اتنے عرصے میں اپنی تشکیل کے مراحل سے گزر کر ترقی کی شاہراہوں پر چل نکلتی ہیں۔ میرے خیال میں ہماری اس خامی کی بڑی وجہ یہی رہی ہے کہ ہم تشکیل کی باتیں تو کرتے رہے لیکن ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جن سنجیدہ اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے ان کا ڈول بھی نہیں ڈال پائے۔

ایسے سنجیدہ اقدامات میں سب سے اہم اقدام باقاعدہ تحقیق و تدریس ہے۔ اسلامی تشکیل سے کیا مراد ہے؟ اسلامی تشکیل کن خطوط پر ہوگی؟ ہمارے معاشرے کے معروضی حقائق کیا ہیں؟ جدید مسائل کیا ہیں؟ ان کے تقاضے کیا ہیں؟ اسلامی تعلیمات ہماری رہنمائی کیسے کرتی ہیں؟ وہ کون سے مقاصد ہیں جن کے لئے اسلامی معاشرہ قائم ہوتا ہے؟ جدید معاشرے کے کون سے ایسے عناصر ہیں جو اسلامی تعلیمات کے ہم آہنگ ہیں اور کون سے عناصر ایسے ہیں جو ہم آہنگ نہیں ہیں؟ ان سب سوالات کے جوابات جذباتی اور سطحی انداز سے نہیں بلکہ عالمانہ اور محققانہ انداز سے ڈھونڈنے کی ضرورت تھی اور اس کے لئے باقاعدہ اور منظم تحقیقاتی منصوبوں کی ضرورت تھی۔ بلاشبہ ہم نے بہت سے تحقیقاتی ادارے قائم بھی کئے، لیکن یا تو وہ سیاسی اغراض کا شکار ہو گئے یا بے توجہی کی نذر ہو گئے۔

تحقیق یا ریسرچ ایک وسیع اصطلاح ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے لئے اگر اہداف اور منزلیں متعین نہ کی جائیں تو یہ جہاں وقت اور عمر کے ضیاع کا سبب بنتا ہے وہاں فکری بے راہ روی اور بے مقصدیت کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔

ترقی پذیر ممالک جو مختلف قسم کے سماجی، فکری، معاشی اور سیاسی مسائل میں اُلجھے ہوئے ہیں، وہ اس قسم کے ذہنی تعیش کے لئے نہ وقت رکھتے ہیں نہ وسائل۔ بے تعلق اور بے مقصد تحقیق جسے مغرب میں (SANG FROID) "سانگ فرواد" تحقیق کہا جاتا ہے اس کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ ترقی پذیر ممالک میں تحقیقی منصوبوں کے ضمن میں یہ لازمی ہے کہ انہیں کسی مقصد اور منصوبہ کے تحت تیار کیا جائے اور چلایا جائے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمارے عوام کے لئے

سود مند ہوں۔ تحقیق کی تنظیم کو اس لحاظ سے بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

ریسرچ کی تنظیم کے لئے جو باتیں بنیادی ہیں ان میں سے تین کا ذکر کروں گا۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں یہی تین پہلو سب سے کمزور ہیں۔ ان میں سب سے اہم تو منہج تحقیق کا تعین ہے۔ اس میں مقاصد تحقیق کی نشاندہی، اہداف تحقیق کا تعین، طریق تحقیق کی تجدید، موضوعات اور مسائل کے تجزیے کا طریق کار وغیرہ مسائل آتے ہیں۔ اس سلسلے میں کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ وزارتِ مذہبی امور نے جب ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کی ذمہ داری سنبھالی تو میں نے اپنی پہلی تقریر میں علماء کی توجّہ ان مسائل کی طرف مبذول کرائی تھی۔

اس وقت اسلام کے بارے میں ہم جس قسم کے سوالات سے دوچار ہیں ان میں تین قسم کے موضوعات بنیادی ہیں۔ ایک تو ایسے مسائل ہیں جو سارے عالمِ انسانی کو درپیش ہیں، دوسرے عالمِ اسلام کے مسائل ہیں، تیسرے ہمارے پاکستانی معاشرے کے مخصوص مسائل ہیں جن میں نئی نسل کے مسائل خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ اسلامی علوم کے ماہرین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان تینوں طرح کے مسائل کا جائزہ لیں اور ان کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں اور اپنی تحقیقات اس نقطۂ نظر سے پیش کریں کہ ان مسائل میں ہم مسلمانوں ہی کی نہیں پوری دنیا کی رہنمائی کر سکیں۔ مسائل کے حل کے لئے لازمی ہے کہ ہمارے تجزیات، مطالعے، استدلال اور مواد کی پیش کش خالص سائنٹفک انداز پر ہو۔ اس کے لئے ہمیں تحقیق کے اصول طے کرنا ہوں گے۔

اس ضمن میں بے محل نہ ہوگا اگر میں یہاں ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کا ذکر کروں۔ یہ ادارہ ۱۹۶۰ء میں اسلامی تحقیقات کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اب تک اس ادارے سے چالیس سے زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ادارے سے عربی، انگریزی اور اردو میں تین رسالے بھی شائع ہوتے ہیں، لیکن جیسا کہ میں نے ذکر کیا دوسرے تحقیقاتی اداروں کی طرح یہاں بھی تحقیق کی سمت کا فقدان تھا، اس لئے اس کی تحقیقات کا معاشرے پر کوئی اثر مرتب نہیں ہو سکا۔ اب ادارے نے نئے خطوط پر کام شروع کیا ہے۔ اس وقت بارہ تحقیقاتی منصوبوں پر کام شروع کیا گیا ہے، امید ہے دو سال میں انہیں مکمل کر لیا جائے گا۔ میں ان میں سے بعض خاص منصوبوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ قرآن اور حدیث کی تبویب، جدید دَور کے لئے ایک مستند سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسلامی

معاشرے کا تشکیلی خاکہ، اسلامی قانون کے مصادر، مسلم سائنسدانوں اور فلاسفی کے اہم عربی مصادر کا ترجمہ و تہذیب، جدید تحریکات کا جائزہ، اہم تفاسیر قرآنی کے اشاریے، اسلام کے معاشی نظریات وغیرہ وغیرہ۔

ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے ادارہ کی تحقیقی سرگرمیوں کو پندرہ شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان تحقیقی سرگرمیوں کے دوران محققین اپنے تجربات، مشاہدات اور مشکلات کا باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے متواتر منہج تحقیق کے تعین کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ میرا ارادہ ہے کہ اس سال کے آخر تک علوم اسلامی کے ماہرین کا ایک باقاعدہ اجلاس بلا کر منہج تحقیق کے بارے میں کچھ مبادیات باقاعدہ طے کر لی جائیں گی تاکہ پاکستان بھر میں جہاں جہاں بھی اسلامی موضوعات پر کام ہو رہا ہے ان کے لئے تحقیق کے رہنما اصولوں کی نشان دہی ہو سکے۔ اس کے لئے ہم اس تجویز پر بھی غور کر رہے ہیں کہ قومی سطح پر ایک ریسرچ کمیٹی قائم کر دی جائے جو ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کی تحقیقاتی سرگرمیوں اور پاکستان کے دوسرے اداروں کی اسلامی تحقیقات کے منصوبوں میں ہم آہنگی پیدا کر سکے۔ اس سلسلہ میں دائرۂ معارف اسلامیہ، ادارۂ ثقافت اسلامیہ اور پاکستان کی یونیورسٹیوں کے اسلامی علوم کے شعبوں کو اس کمیٹی میں شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔ یہ کمیٹی پاکستان بھر کے اسلام سے متعلقہ منصوبوں کا متواتر جائزہ لیتی رہے گی تاکہ تحقیقات میں اعادہ اور تکرار کو دُور کیا جا سکے اور پھر یہ کہ ان تحقیقات کو پاکستان کی آج کی ضرورت کے ہم آہنگ بنایا جا سکے۔

ریسرچ کی تنظیم کے سلسلے میں دوسری اہم ضرورت تکنیک اور طریقِ تحقیق کا تعین ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اصطلاحات کی طرح تحقیق کے طریق کار میں بھی قومی سطح پر بعض بنیادی باتیں طے ہو جائیں اور مختلف ادارے ان کی پابندی کریں۔ اس میں املاء کے مسائل، حوالوں کے اندراجات، مخففات کا تعین، مواد کی ترتیب و تنظیم کے طریقے وغیرہ مسائل آتے ہیں۔ اگر پاکستان بھر میں ان تکنیکی امور میں تمام ادارے اور محققین اس کی پابندی کرنے لگیں تو اس سے بہت سے فائدے ہوں گے۔ ایک تو قومی سطح پر تحقیقی طریق کار میں یکسانیت پیدا ہو گی۔ حوالوں کی صحت یقینی ہو جائے گی اور اس سے تحقیق کی ترقی اور فروغ میں آسانیاں ہوں گی۔

اس سلسلے میں اُردو زبان میں تحقیقی تکنیک پر بنیادی کام دائرہ معارف اسلامیہ میں ہو چکا ہے اور

انگریزی میں ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی میں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اسلامی علوم کے ماہرین کا عنقریب ایک اجلاس بلایا جائے جس میں ان تمام امور پر بحث و تمحیص کے بعد انہیں آخری شکل دے دی جائے اور پاکستان بھر کے ناشرین، یونیورسٹیوں، اداروں اور تحقیقی رسائل کو دعوت دی جائے کہ وہ تحقیقی تکنیک کی ان مبادیات کی پابندی کریں۔

تحقیق کے سلسلے میں تیسری اہم ضرورت تحقیقی مواد کی فراہمی اور دستیابی ہے۔ اس میں بھی ہماری حالت ناگفتہ بہ ہے۔ مغربی استعمار کے دور میں ہمارا بیشتر علمی سرمایہ یورپ کے کتب خانوں میں منتقل ہوگیا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ہمارے بہت سے تاجروں نے ڈالروں اور پونڈوں کے باٹوں سے اس علمی ورثے کو تولا اور ثمن قلیل کے عوض اپنا ماضی یورپ اور امریکہ کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم اپنی تاریخ اور اپنے ہی بارے میں تحقیقی مواد کے لئے یورپ اور امریکہ کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ تحقیق کی مشکلات یہیں ختم نہیں ہوتیں۔ ہمارے کتب خانوں میں اسلامی علوم کے متعلق مواد نہ صرف یہ کہ کافی نہیں ہے بلکہ منظم اور آسانی سے دستیاب بھی نہیں ہے اور اس سلسلے میں کتب خانوں کے مابین کتب کے تبادلے آسانی سے نہیں ہو پاتے۔ کتب خانوں کی تنظیم اتنی سست ہے کہ کتاب کے بازار سے کتب خانے تک آنے اور وہاں سے قاری تک پہنچنے میں مدّتیں لگ جاتی ہیں۔ اگر کتاب پاکستان سے باہر چھپی ہو تو یہ مدّت اور بھی طویل ہو جاتی ہے۔

اس سلسلے میں ہم ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے کتب خانے کی نئے سرے سے تنظیم کر رہے ہیں۔ اس میں مختلف نئے شعبے کھول رہے ہیں جن میں سے ایک شعبہ دارالنوادر کا افتتاح ہو چکا ہے۔ عنقریب سیرت کا شعبہ کھولا جائے گا۔ اسی طرح باقی شعبوں کو بھی جدید خطوط پر منظم کیا جائے گا۔ اہم کتابیں اور نسخوں کی مائیکروفلمیں مہیا کی جائیں گی۔ بڑی بڑی لائبریریوں سے کتابوں کی فہرستیں جمع کی جائیں گی۔ اس طرح ادارہ کا کتب خانہ اس قابل ہو جائے گا کہ کوئی محقق کسی بھی اسلامی موضوع پر کام کرنا چاہے تو اسے رہنمائی مل سکے گی کہ اگر کوئی کتاب ادارہ کے کتب خانے میں موجود نہیں تو یہ معلوم کرنا ممکن ہوگا کہ کہاں سے مل سکے گی۔

اسلامی تحقیقی مواد کے سلسلے میں ایک بہت بڑی دقّت یہ ہے کہ ایک محقق اور عام قاری کی رہنمائی کے لئے رہنما کتابیں موجود نہیں۔ ہماری قدیم کتب میں بعض میں تو فہرست مضامین تک نہیں ملتیں۔ کتاب

یں حوالوں کی آسانی سے تلاش کے لئے اشاریے کا ہونا لازمی ہے۔ نئی شائع ہونے والی کتابوں میں تو اس کا التزام موجود ہے، لیکن قدیم کتابوں میں اس کی کمی شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔ ان کتابوں کے جدید ایڈیشن جو عرب دنیا سے شائع ہوئے ہیں، ان میں یہ کمی دُور کی جا رہی ہے، تاہم تمام کتابوں کے جدید ایڈیشن شائع کرنا ممکن نہیں، اس لئے امہات کتب کے اشاریے تیار کر کے شائع کر دینا بھی بہت بڑی علمی خدمت ہے۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی میں ایک خاص شعبہ اسی مقصد کے تحت قائم کیا گیا ہے جو فی الحال تفسیر کے اشاریے تیار کرے گا۔ تحقیق میں رہنمائی کرنے والے مواد میں اشاریے، معاجم اور کتابیات بے حد اہم مقام رکھتی ہیں جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اسلامی موضوعات پر کتابیات پر مغرب میں کام ہو رہا ہے۔ ہمارے ہاں بھی بعض اداروں نے علوم اسلامی کے مختلف موضوعات پر کتابیات کا سلسلہ شائع کیا ہے۔ یہ علم کی نہایت گراں قدر خدمت ہے، لیکن ہمارے ہاں معجم مصادر کا سرے سے فقدان ہے اور تحقیق سے وابستہ لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کمی کس قدر شدید ہے۔ پاکستان کے اہلِ علم مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی کے ممنون ہیں کہ انھوں نے اس کمی کو دُور کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ جو مختصر کتابچہ مجھے ملا ہے اور محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں اس منصوبے کا جس طرح تعارف کرایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس منصوبے کو بہت ہی جامع اور منظم طریقے سے شروع کیا گیا ہے۔ اس کے طریقِ کار کی تفصیلات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ منصوبہ تحقیق و ترتیب کے جدید اُصولوں اور تقاضوں کو پورا کرنے میں بے حد مفید ہوگا۔ اس طرح یہ منصوبہ پاکستانی معاشرے کی تشکیلِ نو کی طرف ایک اہم قدم ثابت ہوگا۔ اس سلسلے میں میری طرف سے ذاتی طور پر اور میری وزارت اور ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کی طرف سے ہر طرح کا تعاون اُردو اکیڈمی لاہور کو حاصل رہے گا۔